رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ ؏
قیمت ششماہی بیرون ہند ۹ ؏

جلد ۲۲ | مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | یوم دوشنبہ | مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۹۸

فہرست مضامین

حکومت پنجاب کا قابل شکریہ رویہ۔ قاتلانہ حملہ کرنے والا احراری عدالت میں ص ۳
خطبہ جمعہ ۲۱ جون ۱۹۳۵ء ۔ سچائی پر قائم ہو جاؤ ۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور دعاؤں میں لگ جاؤ ص ۳
اشتہارات ص ۹
خبریں ص ۱۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ جون ۔ آج ۹ بجے صبح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر پالم پور تشریف لے گئے ۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ۔

آج دو بجے بعد دوپہر کے قریب ایک سخت طوفان گردو باد آیا ۔ جس سے تھوڑی دیر تک اندھیرا چھایا رہا ۔ بعد ازاں تھوڑی سی بارش بھی ہوئی ۔

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ کہ حکیم رحمت اللہ صاحب مہاجر کی اہلیہ صاحبہ ۲۲ جون فوت ہو گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جنازہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھایا ۔ اور مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شہرت پسندی سے نفرت

فرمایا " مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا ۔ تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں ۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا ۔ میں نے ایک لمحہ کے لئے کبھی شہرت کو پسند نہیں کیا ۔ میں بالکل تنہائی میں تھا ۔ اور تنہائی ہی مجھ کو بھاتی تھی ۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا ۔ اس کو خدا ہی جانتا ہے ۔ میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا ۔ اور یہی میری آرزو تھی ۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا ۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی ۔ مگر اس نے میرے خلاف مرضی کیا ۔ کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا ۔ اس کام کے لئے اس نے مجھے پسند کیا ۔ اور اپنے فضل سے مجھ کو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا ۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب ۔ اور کام ہے ۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں ۔ میں تو دیکھتا ہوں ۔ کہ میری طبیعت اس طرح واقعہ ہوئی ہے ۔ کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے ۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا ۔ کہ لوگ کس طرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں ۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی ۔ لیکن خدا مجھے اور طرف لے جاتا تھا ۔ میں نے بار بار دعائیں کیں ۔ کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جائے ۔ مجھے میری خلوت کے حجرے میں چھوڑ دیا جائے ۔ لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو ۔ اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا ۔ اس کو سنوارو ۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء)

نباری فہرست رائے دہندگان کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض احباب نے اپنی درخواستیں برائے اندراج فہرست رائے دہندگان بجائے اپنے گاؤں کے پٹواری یا اپنے قصبہ کے محرر رجسٹریشن کو دینے کے دفتر ہذا میں بھیج دی ہیں۔ ممکن ہے کہ اور احباب کو بھی اس طرح کی غلط فہمی پیدا ہو۔ اس لئے اس امر کی وضاحت کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب اپنی درخواستیں اپنے حلقہ کے پٹواری یا محرر رجسٹریشن کو جس کے فہرست رائے دہندگان تیاری کا کام سپرد ہوا پیش کرکے اپنا نام درج کرانا چاہیئے۔ دفتر ہذا میں ہر جماعت کی طرف سے صرف ایک ایسی نقل فہرست رائے دہندگان بھیجی جانی چاہیئے۔ جس سے صحیح طور پر تعداد وغیرہ کا علم ہوسکے۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی مطبوعہ فارم پر تعلیم یافتہ یا خواندہ ہونے کی بناء پر درخواست پیش نہ کی جائے۔ بلکہ ایسی تمام درخواستیں ساری کی ساری درخواست کنندہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہونی چاہیئے۔ ہاں باقی صورتوں کے لئے مطبوعہ فارم استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ ناظر امور خارجہ

امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ کی آٹھویں فہرست

میزان سابقہ ۶۷۰ - - - ۶
چودہری بشیر احمد صاحب ہوشیارپور ۵۰ - ۰ - ۰
قاضی نور محمد صاحب قادیان ۱ - ۰ - ۰
جماعت شموگہ معرفت میر عبدالجلیل صاحب ۱۵ - ۰ - ۰
جماعت صوابی معرفت بابو عطاء اللہ صاحب ۳ - ۰ - ۰
جماعت سیدوالہ معرفت احمد الدین صاحب ۴ - ۶ - ۰
عبدالکریم صاحب گوریس ۰ - ۱۲ - ۰
عبدالغنی صاحب گلگت ۸ - ۰ - ۰
جماعت بھنڈہ معرفت عنایت علی صاحب ۷ - ۰ - ۰
عبدالحق صاحب لاہور ۱ - ۰ - ۰
عبدالرحمن صاحب لاہور ۱ - ۰ - ۰

غلام فرید صاحب لاہور ۲ - ۰ - ۰
محمد علی صاحب پشاور ۲ - ۰ - ۰
جماعت احمدیہ ملتان ۱۴ - ۱۰ - ۶
جماعت کراچی معرفت فصیح الزمان صاحب ۵۱ - ۳ - ۰
جماعت جگراؤں معرفت محمد حسین صاحب ۲ - ۰ - ۰
راجہ علی محمد صاحب افسر مال ۱۰ - ۰ - ۰
محلہ دارالرحمت قادیان معرفت بھائی محمود احمد صاحب ۲ - ۸ - ۰
جماعت صوبہ ڈیرہ معرفت امام بخش صاحب ۲ - ۰ - ۰
جماعت سیکھ چانگ معرفت عبدالسلام صاحب ۱۱ - ۶ - ۰
میزان کل ۱۸۵۸ - ۱۴ - ۰

ایک احمدی خاتون کی بی۔ ٹی میں کامیابی

یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے بی۔ اے کے بعد بی۔ ٹی کا امتحان پاس کرلیا ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔ اور جماعت کے لئے فیض رساں بنائے ؎

حکومتِ سرحد کا قابلِ شکریہ رویہ

جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد پر ایک احراری کے قاتلانہ حملہ کے بعد حکومتِ سرحد نے قیام امن اور احترام قانون کے لئے جس طرح عمل کیا ہے۔ وہ قابلِ شکریہ اور لائق تحسین ہے۔ ہم اس کے لئے شکرگزار ہیں امید ہے کہ مناسب کارروائی جاری رکھی جائیگی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھنے والوں کے لئے

ضروری اطلاع

بعض اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں جو خطوط لکھتے ہیں۔ وہ نہایت باریک قلم سے اور نہایت گنجان لکھے ہوتے ہیں۔ نیز بعض اس قسم کے خطوط پنسل سے لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ جن کی تحریر نہایت ہی مدھم ہوتی ہے۔ ایسے خطوط کے متعلق حضور نے حسب ذیل اعلان شائع کرنے کا ارشاد فرمایا ہے:۔

"بعض لوگ پنسل سے خط لکھتے ہیں۔ یا باریک اور گنجان لکھتے ہیں میں ایسے خط نہیں پڑھ سکتا۔ جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں خود خط پڑھوں وہ سیاہی سے اور موٹا لکھا کریں۔"

احباب کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھتے وقت اس ارشاد کی پوری پوری پابندی کرنی چاہیئے ؎

قاتلانہ حملہ کرنے والا احراری عدالت میں

مقدمہ سرکار بنام عبدالعزیز ملزم زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند و دفعہ ۱۹ ایکٹ اسلحہ۔ بعدالت سٹی مجسٹریٹ بہادر پشاور ۲۰ ماہ جون ۱۹۳۵ء سنٹرل جیل پشاور میں پیش ہوا۔ ملزم نے سات گواہان صفائی پیش کئے۔ جنہوں نے بیان کیا کہ چار اشخاص بازار کی شمالی جانب قریشی رستہ سے سڑک پر بطرف کابلی دروازہ جارہے تھے۔ ملزم آگے تھا۔ اچانک قاضی محمد یوسف نے ملزم پر لاٹھی برسانی شروع کردی۔ یوسف ثانی نے بید سے زدوکوب کیا۔ ملزم بھاگ کر بازار کی جنوبی جانب دوکان کے سامنے آکر گر گیا۔ اتنے میں عینک پوش گورے رنگ والے ہمراہی نے اپنی جیب سے پستول نکال کر باواز بلند کہنا شروع کیا "پولیس پولیس پستول"۔ پھر باقی دونوں حملہ آوروں نے ملزم کو اٹھایا۔ اور کوتوالی کی طرف لے چلے بیس پچیس قدم جاچکے ہوں گے۔ کہ پولیس کا سپاہی پہنچا۔ جس نے ملزم کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور وہ تھانے پہنچ گئے ؎

ملزم کی طرف سے ۲ مسلمان وکیل پیش ہوئے بحث کی سماعت ۲۰ر جون ۱۹۳۵ء کو ہوگی۔ (نامہ نگار)

تلاش

میرا بھائی عبدالحمید عمر قریباً ۱۲ سال رنگ سانولا جسم پتلا۔ قریباً آٹھ روز سے قادیان سے لاپتہ ہے۔ اصل وطن کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور ہے۔ اگر کسی دوست کو اس کے متعلق علم ہو۔ تو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں ؎ خاکسار محمد شفیع خادم

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک اور احمدی خواتین

خلافت ہر رنگ میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہبودی کیلئے مبارک ہے۔ کوئی ایسی تحریک نہیں ہوئی جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے سامنے آئی ہو۔ اور افراد جماعت نے والہانہ لبیک نہ کہا ہو۔ اس وقت تک تبلیغی تقریریں کرنے کیلئے نام پیش کرنے والے مرد ہیں۔ غالباً عورتیں یہ سمجھ رہی ہیں کہ وہ اس تحریک میں مخاطب نہیں ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا روئے سخن ۱۷ر مئی کے خطبہ میں ہر اس احمدی کی طرف تھا جو بذریعہ تقریر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتا ہے۔ اسلئے مستورات کی خواتین بھی اس طرف توجہ کریں۔

نظارت دعوۃ وتبلیغ کو امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے ایسے احباب کی ایک فہرست بھیجی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو تقریروں کے لئے پیش کیا ہے دیگر جماعتوں کے کارکن بھی اسطرف توجہ کریں۔ اور بجائے اسکے کہ احباب فرداً فرداً مرکز کو اطلاع دیں۔ مقامی کارکن اس قسم کی ایک فہرست تیار کرکے بھیجدیں۔ تو بجائے انفرادی خط وکتابت کے یہ صورت بہتر ہوگی ؎ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان) ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

سچائی پر قائم ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور دعاؤں میں لگ جاؤ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۱ جون ۱۹۳۵ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
جس رنگ میں

ہماری جماعت کی مخالفت

ان ایام میں ہو رہی ہے۔ وہ خود اپنی ذات میں اس امر کی دلیل ہے۔ کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اسی سلک میں منسلک ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ابتدائے عالم سے شروع کر کے انتہائے عالم تک لے جانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یعنی ماموریں کی وہ جماعت جو دنیا کو گمراہی۔ اور ضلالت سے نکال کر صداقت اور راستی کی طرف لاتی ہے۔

انتہائی عداوت

انسان کو دیوانہ بنا دیتی۔ اور ہر قسم کے خوف سے آزاد کر دیتی ہے۔ یہی بات ہمیں آج بھی نظر آتی ہے۔ کہنے کو کہا جاتا ہے کہ ہندوستان ایک مہذب حکومت کے ماتحت ہے۔ ایسی حکومت کے ماتحت جو قانون کا احترام کرتی۔ اور قانون کا احترام کرنا سکھاتی ہے۔ لیکن ہمارا گزشتہ دنوں کا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ ایسی زبردست حکومت کے ماتحت ایسی حکومت جو قانون کے احترام کے لئے مشہور ہے۔ ہمارے معاملہ میں

قانون کا احترام کرنے سے قاصر

رہ گئی ہے۔ کیونکہ ہمارے مقابلہ میں ایک ایسی جماعت ہے۔ جو جھوٹ اور فریب سے انتہائی درجہ کا کام لیتی ہے۔ اور حق کو حکومت پر مشتبہ کرتی رہتی ہے۔

ایک نوجوان

اٹھتا ہے۔ اور ایک جھوٹی کہانی بنا کر لاہور کے ایک بزیدی اخبار میں چھپوا دیتا ہے۔ پھر وہ سارے ہندوستان میں چکر لگاتی چلی جاتی ہے۔ اس پر ریویو کرنے والے یہ اظہار کرتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اس کا نتیجہ یقیناً

فساد اور خونریزی

ہوگی۔ مگر حکومت کا ہاتھ جسے اس کے ایک ذمہ وار افسر نے مفلوج قرار دیا ہے۔ نہ جھوٹی خبر کی اشاعت کرنے والے کو روکتا ہے۔ اور نہ حکومت دھمکیاں دینے والوں سے بازپرس کرتی ہے۔ یہاں تک کہ احمدی جماعت کے ایک فرد پر

قاتلانہ حملہ

ہو جاتا ہے۔ پھر حکومت کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں معمولی نہ تھیں۔ میں کہونگا۔ کہ اس معاملہ میں حکومت سرحد نے حکومت پنجاب سے زیادہ دانشمندی اور انصاف کا ثبوت دیا ہے کیونکہ گو اس نے واقعہ سے پیشتر اس قسم کے خطرہ کو پوری طرح روکنے کی کوشش نہ کی۔ یا ممکن ہے اس نے اس قسم کی کوشش تو کی ہو۔ مگر ہمارے علم میں نہ آئی ہو۔ لیکن

وقوعہ کے بعد

جس تیزی کے ساتھ اس نے کام کیا ہے اور جس طرح احمدیہ جماعت کے افراد کی حفاظت کے لئے اس نے کوشش کی ہے۔ وہ یقیناً اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ

صوبہ سرحد کے انگریز حکام

اس نیک نام کے قائم رکھنے کے لئے ضرور کوشاں ہیں۔ جو برطانیہ نے سینکڑوں سال کی قربانیوں کے بعد قائم کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوں۔ یا نہ ہوں۔ یا ان کی کوششیں اتنا موثر نتیجہ پیدا نہ کر سکیں جتنا وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مومن کسی کی خوبی کا اقرار کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس چونکہ جو رپورٹیں مجھے پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے خطرات کو رد کرنے کے لئے اپنی طرف سے پوری مستعدی سے کام لیا ہے اس لئے میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں مگر

پنجاب میں ہمارا تجربہ

یہ ہے۔ کہ ایک شخص قادیان میں تقریر کرتا۔ اور بالوضاحت جماعت احمدیہ اور جماعت کے امام کو دھمکیاں دیتا ہے۔ اس کے بعد پے در پے دو شخص قادیان ایسے آتے ہیں جو جماعت کے امام پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ حملہ سے پہلے پکڑے جاتے ہیں۔ مگر پراسیکیوشن کرنے والے بعض حکام کی طرف سے کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح ثابت کیا جائے ان واقعات کا کانفرنس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد چند ماہ کے عرصہ کے اندر اندر شورش اور مخالفت کے ایام میں ہی قاتلانہ حملہ کرنے کے ارادہ سے دو شخص تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد قادیان آتے ہیں مگر مقدمہ کی پیروی کرنے والے بعض حکام کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ ثابت کریں اس کا احرار کے جلسہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ ایک اتفاقی بات ہے۔ گویا اکتوبر کی احرار کانفرنس کے بعد دو شخصوں کا بد ارادے کے ساتھ قادیان آنا حکومت پنجاب کے ان افسروں کے نظریہ کے مطابق جو تفتیش کے لئے مقرر تھے۔ محض

حسن اتفاق

تھا۔ اور اس کے بعد سوائے اس کے کچھ نہیں کیا جاتا۔ کہ ایک اخبار کے نمائندہ کو یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے امام جماعت احمدیہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور جب بھی وہ باہر جاتے۔ یا اندر آتے ہیں۔ پولیس ان کی حفاظت کرتی ہے۔ یہاں جس قدر آدمی بیٹھے ہیں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ میرے ساتھ کتنی پولیس ہوتی ہے۔ مگر یہ خبر تمام ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرا دی جاتی ہے اور جب ذمہ وار افسروں سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ وہ

پولیس ہے کہاں

جسے حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ آخر وہ کوئی جنات کی قسم میں سے نہیں۔ کہ پوشیدہ ہو اور انسانی آنکھ کو دکھائی نہ دے۔ تو سوائے خاموشی کے اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔

یہ حالات بتاتے ہیں۔ کہ باوجود اس قدیم برطانوی انصاف کے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت احمدیہ کے معاملہ میں بعض حکام عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے۔ آخر ہم چالیس پچاس سال سے برطانوی انصاف کا اقرار کرتے چلے آئے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی کرتے آئے ہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے

گاندھی جی

بھی اس امر میں ہمارے ہم نوا ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا۔ کہ میں صرف حکومت کا دشمن ہوں۔ انگریزی قوم کا دشمن نہیں۔ بلکہ اس کا مداح ہوں۔

پس اگرچہ گالیاں کھانے میں

ہم میں اور گاندھی جی میں فرق

ہے۔ مگر دعوے کے لحاظ سے ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق ہے تو یہ کہ چونکہ ان کے ساتھ اکثریت ہے۔ اس لئے احرار ڈرتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے گاندھی جی کی مخالفت کی۔ تو ان کی کھوپڑیاں سہلا دی جائیں گی۔ لیکن ہم چونکہ اقلیت میں ہیں اس لئے وہ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ غرض اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ

انگریزی قوم میں انصاف

دوسری قوموں کی نسبت بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے (گو ایک حاکم نے اسے اور مفہوم میں استعمال کیا ہے) یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ

جماعت احمدیہ کے معاملات

میں بعض حکام کا ہاتھ عدل و انصاف کی

تائید میں نہیں

اٹھتا۔

قانون شکنی کی جاتی ہے۔ اور علی الاعلان کی جاتی ہے۔ سرکاری کاغذات کے رو سے ہماری مملوکہ چیزوں پر حملہ کیا جاتا ہے۔ ہماری عمارتوں کو گرایا جاتا ہے۔ ہمارے راہ چلتے آدمیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں محض افترا اور جھوٹ کے طور پر ہماری جماعت کے معزز آدمیوں کی نسبت غلط خبریں شائع کی جاتی ہیں۔ اور کوشش کی جاتی ہے۔ کہ فتنہ و فساد کو اور زیادہ بھڑکایا جائے۔ چند آدمی مٹی ڈالنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور جب ان سے ٹوکریاں وغیرہ چھین لی جاتی ہیں۔ اور چند اور آدمی اور چند فوٹو کے کیمرے لے کر

فوٹو اتارنے کے لئے

جاتے ہیں۔ تو ان پر حملہ کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ کبھی ظالم بھی فوٹو لیا کرتا ہے۔ وہ تو کیمروں کو توڑا کرتا ہے۔ تاکہ اس کے ظلم کا کوئی نشان قائم نہ رہے۔ لیکن انہوں نے تو فوٹو لئے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ ظالم نہ تھے۔ لیکن فوٹو لینے والوں پر حملہ کر کے ان کے کیمرہ کو توڑ دیا جاتا۔ اور یہ جھوٹی خبر شائع کر دی جاتی ہے کہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب موقعہ پر موجود تھے۔ لیکن ڈر کے مارے بھاگ گئے۔

غرض ہمارے خلاف احرار کی طرف سے وہ وہ کام کئے جاتے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں

آزاد سرحدی علاقہ میں

میں بھی نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے کہ اگر وہاں کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے تو سمجھتا ہے۔ کہ اس کا مدمقابل بھی اسی قسم کے ہتھیاروں سے کام لے کر اسے جواب دے گا۔ اور اپنی طاقت سے اس کی طاقت کو توڑ دے گا۔ لیکن یہاں یہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ احمدی اگر دفاع بھی کریں گے۔ تو ہم یہی شور مچا دیں گے۔ کہ انہوں نے حملہ کیا ہے اور اگر وہ روایت درست ہے۔ جو ایک پولیس کے ایک چھوٹے افسر کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ تو احرار کو یہ یقین ہے۔ کہ پولیس کا ایک حصہ ان کی مدد کرے گا۔ اور خود

احمدیوں پر ہی فائر

کر دے گا۔ یہ باتیں قادیان میں ہو رہی ہیں۔ لیکن ابھی تک حکام بالا کی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ میں ان واقعات کو دوسرا اگر گورنمنٹ پر الزام نہیں لگانا چاہتا۔ کیونکہ یہ باتیں نہایت آخری ایام کی ہیں۔ اور ابھی تک ان پر اتنا وقت نہیں گزرا۔ کہ میں حکومت پر الزام رکھ سکوں۔ کیونکہ اس قدر قلیل عرصہ میں حکومت پنجاب فی الواقع کوئی کارروائی نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن میں اس سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ دشمن کو اس حد تک جرأت ہو گئی ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ بہرحال

تین چار ہفتوں تک

پتہ لگ جائے گا۔ کہ گورنمنٹ کیا کرنا چاہتی ہے۔ اور اس کے نزدیک احمدی مظلوم اور احرار ظالم ہیں۔ یا ابھی تک وہ بعض افسروں کے سکھائے ہوئے بیان کے مطابق یہ سمجھتی ہے۔ کہ احمدی دوسروں پر سختی کر رہے ہیں ان واقعات کے بعد بھی اگر گورنمنٹ نے کوئی توجہ نہ کی۔ اور نہ کوئی ایسا قدم اٹھایا جو ان مظالم کو روکے۔ تو سوائے یہ یقین کرنے کے ہمارے لئے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں سے گھر گئی ہے۔ جو سچی بات اس تک نہیں پہنچاتے۔ اور اس کوشش میں رہتے ہیں۔ کہ وہ حق کو معلوم نہ کر سکے۔ اس لئے آئندہ تین چار ہفتے ہمارے لئے نہایت ہی اہم ہیں۔ ان ہفتوں میں ہمیں اپنے

مستقبل کے متعلق کوئی اہم فیصلہ

کرنا ہو گا۔ ہمیں دیکھنا ہو گا۔ کہ آیا پنجاب میں ہم امن سے رہ سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور اگر رہ سکتے ہیں۔ تو کس طریق پر۔ اس کے بعد ضروری ہو گا۔ کہ ہم ایسا طریق اختیار کریں۔ جو جماعت کی عزت اور اس کے وقار کا موجب ہو۔ اور اس کے لئے میں قبل از وقت جماعت کو تیار کرنا چاہتا ہوں۔

میں جماعت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں ہمیشہ دو طرح لڑائی کی جاتی ہے۔ اور جب سے کہ عالم کا آغاز ہوا۔ وہی دو طریق ہیں۔ جن کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ یا تو جھوٹ کے ساتھ لڑائی ہوتی ہے۔ یا سچ کے ساتھ لڑائی ہوتی ہے۔

جھوٹ کے ساتھ لڑائی

کرنے کی مثال وہی ہے۔ جو احراریوں کی ہے کچھ مزدور مٹی ڈالنے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر مشہور یہ کر دیا جاتا ہے۔ کہ احمدی حملہ کرنے آئے۔ مالکوں کا ایک نمائندہ پولیس کو اطلاع دینے کے لئے جاتا ہے۔ اسے بھی حملہ کرنے والوں میں شمار کر لیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ فوٹو کے کیمرے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ تو انہیں پیٹتے اور مشہور کر دیتے ہیں۔ کہ وہ حملہ کرنے آئے۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" اور "احسان" میں یہی کچھ شائع ہوا ہے۔ پس جو مزدور مٹی ڈالنے کے لئے گئے۔ وہ بھی حملہ کرنے والے بن گئے۔ جو مالکوں کا نمائندہ پولیس کو اطلاع دینے کے لئے گیا۔ وہ بھی حملہ کرنے والا بن گیا۔ اور جو فوٹو لینے کے لئے گئے۔ وہ بھی حملہ آور قرار پا گئے۔ پھر ان چار پانچ آدمیوں کے جانے کو اور زیادہ بڑھایا گیا۔ اور کہا گیا جماعت احمدیہ حملہ آور ہوئی۔ اور غیر احمدیوں کے

قبرستان پر حملہ آور

ہوئی۔ باہر کے لوگ اس جھوٹ کی اہمیت نہیں سمجھ سکتے۔ مگر تم جو قادیان کے رہنے والے ہو سمجھ سکتے ہو۔ کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو بولا گیا۔ اس میں ایک فیصدی بھی سچ نہیں۔ اور پھر یہ جھوٹ بولنے والے وہ ہیں۔ جو آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ کہلاتے اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔

پس ایک تو جنگ کا طریق یہ ہے۔ کہ فریق مقابل کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹ بولا جائے۔ اور نہایت دلیری و بے باکی سے اسے لوگوں میں پھیلایا جائے۔ پھر آگے اس جھوٹ کے بھی کئی مدارج ہوتے ہیں۔ کوئی سو فی صدی جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی نوے فیصدی جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی اسی فیصدی جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی ستر فی صدی جھوٹ بولتا ہے کوئی ساٹھ فی صدی جھوٹ بولتا ہے۔ کوئی پچاس فیصدی جھوٹ بولتا ہے۔ پھر کوئی موقعہ و محل کے مناسب حال جتنا جی چاہے جھوٹ بول لیتا ہے۔ کبھی تھوڑا جھوٹ بولتا ہے۔ اور کبھی زیادہ۔ لیکن

ایک اور طریق مقابلہ

بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمیشہ سچائی کو اختیار کیا جائے۔ یہ وہ طریق ہے جو ہم اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ہمارا اصل یہ ہے کہ ہم جو کچھ کہیں گے سچ کہیں گے۔ اگر ہماری غلطی ہو گی۔ تو ہم اس غلطی کا اقرار کریں گے۔ اور اگر غلطی نہیں ہو گی۔ تو انکار کر دیں گے۔ اسی طرح اگر ہمارے کسی آدمی کی غلطی ہو گی۔ تو ہم اسے مان لیں گے۔ نہ ہو گی تو انکار کر دیں گے۔ لیکن دنیا کا عام خیال یہ ہے کہ سچ کے ساتھ فتح نہیں ہو سکتی۔ مگر اس قلیل جماعت کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی کا کام کرتی چلی آئی ہے یہ عقیدہ ہے کہ

اصل فتح

سچ کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب انسان مشکلات سے گھر جاتا ہے۔ جب خطرات میں چاروں طرف سے مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب انسان اپنی آزادی کے لئے کوئی چارہ کار نہیں پاتا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ دشمن جھوٹ بول بول کر اس کے خلاف فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتا چلا جا رہا ہے۔ تو اس کا قدم لڑکھڑا جاتا اور وہ یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ میں بھی کیوں جھوٹ نہ بولوں۔ اور کیوں جھوٹ کا جھوٹ سے مقابلہ نہ کروں۔ لیکن وہ جان جو اپنی آزادی اور بچاؤ کے لئے جھوٹ بولتی ہے اس سے زیادہ ذلیل اور کوئی جان نہیں ہو سکتی اور اگر اس نے اپنی حفاظت کے لئے سچ کو قربان کر دیا۔ تو اس کے بچانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ ان دو چیزوں میں سے ہم نے دیکھنا ہے۔ کہ ہم کونسی چیز اختیار کریں۔ میں جب یہ کہتا ہوں۔ کہ ہم نے دیکھنا ہے۔ کہ ہم کونسی چیز اختیار کریں۔ تو میں ان

کمزوروں اور منافقوں کو

بھی اپنے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ جنہوں نے ابھی تک سچائی کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانا۔ ورنہ ہم نے تو دیکھا ہوا ہے۔ کہ سچائی کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس میں جب "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ تو ان منافقوں کے لئے جن کے لئے یہ بات ابھی کھلی نہیں۔ ورنہ ان کو مستثنیٰ کرتے ہوئے تو ہم پر یہ بات ہمیشہ سے کھلی ہوئی ہے۔ کہ سچائی سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں۔ اور یہ کہ سچ کی حفاظت کے لئے جان کا ضائع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اگر سچ کسی انسان کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔ اور وہ جھوٹ بول کر اپنی جان بچا لیتا ہے۔ تو اس جان کی کوئی قیمت نہیں۔ مومن اسی زندگی کو حقیقی زندگی اور اسی فتح کو حقیقی فتح سمجھتا ہے۔ جس کے ساتھ سچ کو وہ بچا لیتا ہے۔ پس اس وقت دشمن ہمارے خلاف جو سامان تیار کر رہا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ مخالفت کا سلسلہ کب تک جاری رہے۔ ممکن ہے دو سال تین سال چار سال یا پانچ سال رہے۔ اور ممکن ہے دس بیس برس رہے پھر نہ معلوم وہ کس کس طریق سے مخالفت کریگا۔ اور کس کس رنگ میں۔

ہماری جانوں اور عزتوں پر حملہ

کرے گا۔ اور اگر حکام کا ایک حصہ بھی بدستور مخالف رہا۔ تو ایسی صورت میں جو مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ ایسے موقعوں پر کمزور لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ آؤ ہم بھی جھوٹ کا جھوٹ سے مقابلہ کریں۔ پس میں ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ سچائی اور جھوٹ میں کبھی جوڑ نہیں ہو سکتا دیکھو۔ تمہارے سامنے ایک ایسی چیز ہے۔ جو قیامت کا نظارہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اگر ایک مقدس ترین چیز انسان کے پاس ہو۔ اور وہ اکیلا دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہو۔ اور چاروں طرف سے لوگ اس سے وہ قیمتی چیز چھیننے کی کوشش کر رہے ہوں۔ تو جس رنگ میں وہ جان توڑ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح آج ہماری حالت ہے۔ اور ہمیں بھی احمدیت کے بچانے کا ایسا ہی فکر ہونا چاہیئے۔ ہم اکیلے ہیں۔ اور دشمن ہمارا

چاروں طرف سے احاطہ

کئے ہوئے ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ احمدیت کو کچل دے۔ پس ہمیں اس جنگ کی اہمیت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ اور مستقبل قریب میں جو حالات پیش آنے والے ہیں۔ ہمیں ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ آج ماضی پھر دہرایا جانے والا ہے۔ اور پھر گزشتہ

انبیاء کے دشمنوں کے حالات

تمہارے سامنے رونما ہونے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے۔ یعنی تمام انبیاء کا لباس اسے دیا گیا ہے۔ اگر تمام انبیاء کا لباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے۔ تو کیا ان انبیاء سے مقابلہ کرنے والوں کا لباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کو نہیں دیا گیا۔ پس چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ اور آپ تمام انبیاء کے حلّوں میں مبعوث ہوئے۔ اس لئے تم دیکھو گے۔ کہ وہ دشمن جو آدمؑ کے مقابلہ پر کھڑا ہوا۔ وہ تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا۔ تم دیکھو گے۔ کہ وہ دشمن جو نوحؑ کے مقابلہ پر کھڑا ہوا۔ وہ تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا۔ تم دیکھو گے۔ کہ وہ دشمن جو ابراہیمؑ کے مقابلہ پر کھڑا ہوا۔ تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا۔ اور تم دیکھو گے۔ کہ موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کا دشمن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن بھی نئے نئے حلّے پہن کر آئے گا۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ کے انبیاء اپنے ایک مثیل کی شکل میں آئے۔ اسی طرح انبیاء کے مخالفین بھی اپنے مثیلوں کی شکل میں رونما ہوئے ہیں۔ پس یہ معمولی مقابلہ نہیں بلکہ

نہایت ہی اہم مقابلہ

ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل اس کی جان اس مقابلہ میں بچے گی۔ یا ضائع ہو جائے گی کون کہہ سکتا ہے کہ کل اس کی عزت اس مقابلہ میں محفوظ رہے گی۔ یا برباد ہو جائیگی کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل اس کا خاندان اس مقابلہ میں قربان ہو جائے گا۔ یا بچ رہیگا۔ اور اگر تم اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی عزت اور اپنی آبرو کی قربانی کرتے ہو۔ تو مت خیال کرو کہ تم نقصان اٹھاتے ہو۔ یہ سب عارضی چیزیں ہیں۔ جو آتی ہیں۔ اور چلی جاتی ہیں۔ یاد رکھو یہ

آخری جنگ

ہے۔ جو شیطان اور رحمان کی فوجوں میں ہو رہی ہے۔ اس وقت یا شیطان مارا جائے گا۔ یا خدا کے فرشتے مارے جائیں گے۔ سچائی غالب آئے گی۔ یا جھوٹ غالب آئے گا پس میں کہتا ہوں۔ کہ اگر تم سچائی کے دلدادہ اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ تو تم اپنے دلوں میں حلف اٹھاؤ۔ کہ چاہے۔ تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ۔ تم سچائی کو نہیں چھوڑو گے۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے۔ جو اس عہد کی پابندی نہیں کر سکتا۔ اور یہ جرأت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ کہ چاہے وہ پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ سچائی کو نہ چھوڑے۔ تو میں اس سے کہونگا۔ کہ اگر وہ کوئی اور قربانی نہیں کر سکتا۔ تو یہی قربانی کرے کہ ہم سے الگ ہو جائے۔ ہم اس کو بھی اس کا احسان سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ شخص جو سلسلہ میں رہتے ہوئے مداہنت سے کام لیتا ہے۔ وہ نہ صرف سلسلہ کو بدنام کرتا۔ بلکہ اسلام کی بیخ کو بھی پیچھے ڈالتا ہے۔ تمہارے سامنے

آج سے سینکڑوں سال قبل کا ایک نظارہ

ہے۔ حضرت امام حسین رضؓ نے یزید کے سامنے جان دی۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ حضرت امام حسین رضؓ اپنی جان نہیں بچا سکتے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو مداہنت سے کام لے کر اپنی جان بچا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے مداہنت سے کام نہ لیا بلکہ اپنی جان قربان کر دی۔ مگر باوجود اس کے زندہ حضرت امام حسین رضؓ ہی ہیں۔ یزید نہیں۔ یزید پر ہر سنت موت آ رہی ہے۔ میں نے ابھی اس کا نام لیا۔ تو میرا دل اس کے اعمال کے متعلق نفرت و حقارت سے بھر گیا۔ تم نے سُنا۔ تو تمہارے دل میں بھی نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہوئے۔ لیکن جب میں نے

حضرت امام حسین رضؓ کا نام

لیا۔ تو میرا دل ان کی عزت و عظمت اور محبت سے بھر گیا۔ اور جب تم نے سُنا۔ تو تمہارے دل میں بھی ان کے متعلق عزت و عظمت اور محبت کی لہر دوڑ گئی ہوگی تو جو شخص سچائی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں مرتا۔ پس تم

دشمن کا سچائی سے مقابلہ کرو

چاہے۔ تمہاری ساری جائدادیں چھین لی جائیں چاہے تم کو جھوٹے مقدمات میں مبتلا کر کے پکڑوا دیا جائے۔ اور چاہے جھوٹی گواہیاں دے کر تمہیں قید کرا دیا جائے۔ تم ہمیشہ سچ بولو۔ اور کبھی جھوٹ کے قریب بھی مت جاؤ۔ ہاں جو بات تم نہیں کہنا چاہتے۔ اس کے متعلق کہہ دو کہ میں نہیں کہنا چاہتا۔ سچ کے یہ معنے نہیں کہ تم جو نہیں کہنا چاہتے۔ وہ بھی کہہ دو۔ بلکہ سچ کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو کچھ کہو۔ وہ سچ ہو۔ مگر کئی باتیں نہ کہنی بھی جھوٹ میں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ زید بکر کو پیٹ رہا تھا۔ حالانکہ زید نے بکر کو نہیں پیٹا۔ خالد اس وقت موقعہ پر موجود نہ تھا۔ مگر وہ شخص گواہی میں خالد کا نام لکھا دیتا ہے۔ تو اگر خالد کہتا ہے۔ کہ میں نے زید کو پیٹتے دیکھا۔ تو یہ جھوٹ ہوگا۔ لیکن اگر وہ یہ نہیں کہتا۔ مگر یہ کہتا ہے۔ کہ میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ ایسے واقعہ پر "میں کچھ نہیں کہنا چاہتا" کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ واقعہ میں زید بکر کو پیٹ رہا تھا۔ اور یہ شخص زید کی حمایت کرتا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ نہ زید نے بکر کو پیٹا اور نہ خالد نے ایسا فعل دیکھا۔ پس اس قسم کی خاموشی بھی جھوٹ میں داخل ہوگی۔ کیونکہ وہ

مظلوم کی مدد سے کنارہ

کرتا ہے۔:

غرض ایسی خاموشی بھی جو جھوٹ کے مترادف ہو مت اختیار کرو۔ اور جھوٹ بھی مت بولو جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتا ہے۔ سچائی اختیار کرو۔ خواہ اس کے بدلے تمہیں کتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑے۔

فرض کرو تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑ پڑتا ہے۔ اور فرض کرو۔ اس کے بعد مقدمہ ہو جاتا ہے۔ تو اب مناسب یہ ہے۔ کہ جو کچھ واقعہ ہوا ہو۔ وہ عدالت میں سچ سچ بیان کر دیا جائے اگر اسے اشتعال دلایا گیا تھا۔ اور وہ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکا تھا۔ تو اب اس کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ

اپنے فعل کو چھپائے

اور اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ بلکہ عدالت میں کھلے الفاظ میں اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ اور کہدے کہ مجھے اشتعال دلایا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں ضبط نفس کھو بیٹھا۔ اور مجھ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی اس کا یہ فعل چاہے عدالت میں اسے سزا دلا دے۔ مگر ہر شریف انسان کہے گا۔ کہ گو اس سے غلطی ہوئی۔ مگر اس نے اپنی غلطی سے بڑھ کر اس کا کفارہ ادا کر دیا۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص جان بوجھکر شرارت کرے۔ ایسا شخص جو

جان بوجھ کر شرارت

کرتا ہے۔ اگر عدالت میں اپنے جرم کا اقبال بھی کر لیتا ہے۔ تو اس کا جرم کم نہیں ہو جاتا کیونکہ جس طرح جھوٹ بولنا اسلام میں ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح فتنہ و شرارت کو بھی اسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔ جو شخص فتنہ پھیلاتا ہے۔ وہ

آدم کا مرید نہیں

بلکہ شیطان کا مرید ہے۔ آدم کو خدا تعالیٰ نے فساد کے لئے نہیں۔ بلکہ امن کے قیام کے لئے بھیجا تھا۔ وہ ابلیس تھا جس نے شرارت کی۔ اور فتنہ و فساد پھیلایا۔ پس اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فتنہ پیدا کرتا ہے۔ تو چاہے احمدی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ آدم کی ذریت میں سے نہیں۔ بلکہ ابلیس کی ذریت میں سے ہے۔

پس اگر تم چاہتے ہو۔ کہ مسیح موعود کی ذریت بنو۔ تو سچ بولو۔ چاہے سچائی کے قیام کے لئے تم میں سے ہزار آدمی قید ہو جائے۔ یا دس ہزار۔ تمہاری نیکی اور سچائی کے دامن پر کوئی حرف نہیں آنا چاہیئے۔ اور یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے قید ہو جانے مر جانے یا جائدادوں کے چھن جانے سے سلسلہ کو کچھ نقصان پہنچے گا۔ اگر تم دلیری سے سچائی پر قائم ہو جاؤ۔ تو اسی دن تمام مخالفت مٹ جائے۔ سچائی ایک تلوار ہوتی ہے۔ جس کے مقابل پر کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔

سید عبد القادر صاحب جیلانی

کا مشہور واقعہ ہے۔ کہ جب وہ چھوٹے بچے تھے۔ تو ان کی والدہ نے انہیں ماموں کے پاس بھجوایا۔ تاکہ وہ انہیں کوئی پیشہ سکھلادیں۔ ان کے والد فوت ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے بیس پچیس اشرفیاں پس انداز کی ہوئی تھیں۔ وہ ان کی گدڑی میں سی دیں۔ تاکسی اور کو اشرفیوں کا خیال نہ آئے۔ اور وہ بحفاظت منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں۔ اتفاقاً جس قافلہ میں وہ سفر کر رہے تھے۔ اس پر راستہ میں ڈاکہ پڑا۔ اور ڈاکوؤں نے سب مال واسباب لوٹ لیا۔ ان کی عمر چونکہ چھوٹی تھی۔ اس لئے وہ ایک طرف گدڑی سئے کھڑے تھے۔ ڈاکو پاس سے گذرتے مگر کسی کو خیال نہ آتا۔ کہ اس کے پاس بھی کوئی قیمتی چیز ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک ڈاکو نے یونہی چلتے ہوئے پوچھ لیا۔ کیا تمہارے پاس بھی کوئی چیز ہے انہوں نے جواب دیا۔ ہاں اس قدر اشرفیاں ہیں۔ اور وہ گدڑی میں سی ہوئی ہیں۔ پھر کوئی دوسرا ڈاکو پاس سے گذرا۔ تو اس نے بھی پوچھا۔ وہ پھر کہنے لگے۔ میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں۔ اور گدڑی میں سی ہوئی ہیں۔ اس پر ڈاکو آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یا تو یہ لڑکا پاگل ہے۔ یا اس کے پاس واقعی اشرفیاں ہیں۔ آخر وہ انہیں اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ اور جب اس نے دریافت کیا۔ تو کہنے لگے میری اماں نے مجھے اس قدر اشرفیاں دی تھیں۔ اور گدڑی میں سی دی تھیں۔ وہ میرے پاس موجود ہیں۔ ڈاکوؤں کو پھر بھی اعتبار نہ آیا۔ اور انہوں نے ہنسی ہنسی میں گدڑی کو کھونا شروع کر دیا۔ آخر اشرفیاں نکل آئیں۔ وہ کہنے لگے بے وقوف لڑکے تیری گدڑی کو تو کسی نے چھیڑا نہ تھا۔ تو نے کیوں بتایا کہ میرے پاس اشرفیاں ہیں۔ سید عبد القادر صاحب کہنے لگے۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا۔ میں نے بتا دیا۔ وہ کہنے لگے۔ جب ہم نے پوچھا تھا۔ تو تم انکار کر دیتے۔ سید عبد القادر صاحب کہنے لگے۔ اگر میں انکار کر دیتا۔ تو یہ تو جھوٹ ہوتا۔ آپ کے اس رویہ کا ان ڈاکوؤں پر اتنا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے اسی وقت ڈاکہ سے توبہ کی۔ اور نیکی میں ترقی کرنے لگے۔ اسی کے متعلق ہمارے کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے۔ کہ ؎

چوروں قطب بنایا

تو سچائی انسان کو تباہ نہیں کرتی۔ بلکہ اسے کامیاب کیا کرتی ہے۔ لیکن اگر باوجود اس کے تم میں سے بعض کے نزدیک سچائی انسان کو تباہ کرنے والی ہے۔ تو انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کا خلیفہ ایسا ہی بے وقوف ہے۔ کہ وہ ہلاکت اور حفاظت کی راہ میں امتیاز کرنا نہیں جانتا۔ ایسی صورت میں میری طرف سے انہیں اجازت ہے۔ کہ وہ اپنا کوئی اور خلیفہ مقرر کرلیں۔ اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں۔ لیکن اگر انہوں نے میری بیعت اور میری رہنمائی کو قبول کرنا ہے۔ تو پھر میری

ایک ہی نصیحت

ہے۔ اور وہ یہ کہ تم سچائی پر قائم رہو۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میں جو بات آگے کہنے والا ہوں۔ اس پر حکومت کے بعض افسر چڑتے ہیں۔ وہ غصہ اور تکبر سے اپنا مونہہ پھیر لیتے ہیں لیکن میں کیا کروں کہ یہ ایک سچائی ہے۔ اور میں اُسے چھپا نہیں سکتا۔ کہ خواہ دنیا کی ساری حکومتیں مل جائیں۔ پھر بھی تمہیں تباہ نہیں کرسکتیں۔ بے شک میرے یہ الفاظ ان حکام پر جو

خدا کی بادشاہت اور انسانی بادشاہت

میں حفظِ مراتب کرنا نہیں جانتے۔ گراں گزرتے ہیں بے شک ایسے حکام کے موٹے نفس انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں یہ غریب اور نہتے لوگ کیوں ایسے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ مگر یہ ایک سچائی ہے۔ کہ ساری دنیا کی حکومتیں مل کر بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ میں بھی سید عبد القادر صاحب جیلانی کی طرح یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ بے شک میرا کہنا انہیں بُرا لگتا ہے۔ بے شک وہ اس کی وجہ سے ہمیں اور زیادہ نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایک واقعہ اور حقیقت ہے۔ کہ احمدیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی بوئی ہوئی کھیتی ہے۔ اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی اسے فنا نہیں کرسکتیں۔ اگر احمدیت کو کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے۔ تو وہ احمدیوں کی اپنی بدعملیاں اور جھوٹ ہیں۔ پس اس وقت ایک عظیم الشان مقابلہ مجھے نظر آ رہا ہے۔ اور اگر

آئندہ چند ہفتوں یا چند مہینوں کے اندر اندر

اس ظلم کی تلافی نہ کی گئی۔ جو ہم پر کیا جا رہا ہے۔ تو ہمیں ایسا پروگرام تجویز کرنا پڑے گا۔ جس سے سلسلہ کی حفاظت ہو۔ اور اس کے وقار کو قائم رکھا جائے۔ مگر اس پروگرام کی ایک بڑی شرط یہ ہوگی۔ کہ وہی شخص اس میں شامل ہوگا۔ جو سچائی پر قائم رہنے کا عہد کرے۔ گا۔ مگر جو شخص اپنی جان کو اتنا قیمتی سمجھتا ہے۔ کہ اس کے لئے وہ سچ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر کام نہیں کرسکتا اور اگر تم سچائی پر قائم رہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری موت بھی زندگی کا موجب بن جائے گی۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ صحابہ جنہوں نے ہر قسم کی مشکلات اور مصائب میں سچائی قائم رکھی۔ گو اپنی جان دے دی۔ ان کی زندگی یونہی گئی۔ کیا تم میں سے کوئی سنگدل سے سنگدل انسان بھی ایسا ہے جو اس صحابی کا واقعہ سن کر اپنے اندر زندگی کی روح محسوس نہیں کرتا۔ جسے مشرکین مکہ نے اذیتیں دے دے کر جب سولی پر لٹکایا تو ایک شخص کہنے لگا۔ بتا تو سہی۔ کیا تیرا دل نہیں چاہتا کہ تو اس وقت مدینہ میں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور تیری جگہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پھانسی دی جائے۔ اگر وہ مداہنت سے کام لیتا۔ اور کفار کے حسب منشا جواب دے دیتا۔ تو کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کچھ نقصان پہنچ جاتا۔ کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ بلکہ ممکن تھا اس کی جان بچ جاتی۔ لیکن اسنے جو جواب دیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پھانسی دی جائے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرسکتا۔ کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تلووں میں کوئی کانٹا تک چبھ جائے بے شک اس

دلیرانہ اظہار ایمان

کے نتیجہ میں انہوں نے اپنی جان دیدی۔ اور بیشک اس جواب کی وجہ سے نرمی کا خیال کفار کے دلوں سے نکل گیا۔ مگر دیکھو تو کتنے آدمی ہیں۔ جو اس واقعہ کو سنکر زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور کتنے ہیں۔ جنہیں اس واقعہ سے ایک نئی زندگی اور نیا ایمان بخشا جاتا ہے پس موت کوئی چیز نہیں۔ تم اگر مرد او رسچائی کے لئے مرد تو تمہارے دشمنوں میں سے ہی کئی لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے۔ جو تمہاری قدر کرینگے۔ اور کہیں گے۔ کہ سچائی کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ دیکھ کر وہ صداقت کو قبول کرنے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ مجھے کل ہی ایک نوجوان کا خط ملا ہے وہ لکھتا ہے۔ میں احراری ہوں۔ اور میری ابھی اتنی چھوٹی عمر ہے۔ کہ میں اپنے خیالات کا پوری طرح اظہار نہیں کرسکتا۔ اتفاقاً ایک دن "الفضل" کا مجھے ایک پرچہ ملا۔ جس میں آپ کا خطبہ درج تھا۔ میں نے اسے پڑھا۔ تو مجھے اتنا شوق پیدا ہو گیا۔ کہ میں نے ایک لائبریری سے لیکر "الفضل" باقاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ پھر وہ لکھتا ہے۔ خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں۔ اگر کوئی احراری آپ کے تین خطبے پڑھ لے تو وہ احراری نہیں رہ سکتا۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ خطبہ ذرا لمبا پڑھا کریں۔ کیونکہ جب آپ کا خطبہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دل خالی ہو گیا۔ اور ابھی پیاس نہیں بجھی۔ تو سچائی کہاں کہاں اپنا گھر بنا لیتی ہے۔ وہ چھوٹے بچوں پر بھی اثر ڈالتی ہے۔ اور بڑوں پر بھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ابتدائے دعویٰ میں مکہ کے لوگوں کی دعوت کی۔

اور انہیں اسلام کی طرف بلایا تو اس وقت آپ کے رشتہ دار بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اے لوگو تم میں سے کون میرے کام میں میری مدد کرے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ مطالبہ کیا تو تمام لوگ خاموش ہو گئے لیکن اس وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ

اٹھے۔ جو ابھی بہت چھوٹی عمر کے تھے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ آپ کتنے گیارہ برس کے بچے ہیں۔ جو شدید مخالفت کو دیکھتے ہوئے حق و صداقت کی حمایت کے لئے اتنی عظیم الشان جرأت دکھا سکیں۔ یقیناً بہت کم بچے ہونگے۔ پھر کیا چیز تھی جس نے حضرت علی رضؓ کو اس مجمع میں کھڑا کیا۔ وہ وہی سچائی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر جاری ہوئی۔ اور حضرت علی نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ نبوت کیا۔ تو اس وقت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

باہر کسی گاؤں میں گئے ہوئے تھے۔ جب آپ واپس آئے تو اپنے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے۔ اس کی لونڈی نے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ تیرا دوست تو پاگل ہو گیا۔ وہ کہنے لگے کونسا دوست اور کس طرح پاگل ہو گیا۔ اس نے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا اور کہا وہ ایسا پاگل ہو گیا ہے کہ کہتا ہے فرشتے مجھ پر خدا کا کلام لے کر اترتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت تک اس دوست کے ہاں آرام کرنے کے لئے لیٹے تھے مگر جونہی آپ نے یہ بات سنی فوراً چادر سنبھالی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف چل پڑے۔ دروازہ پر پہنچ کر دستک دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ نے شکل دیکھتے ہی کہا۔ میرا ایک سوال ہے آپ اس کا جواب دیں۔ اور وہ یہ کہ کیا آپ کہتے ہیں۔ آپ پر خدا کے فرشتے اترتے اور اس کا کلام نازل ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ دشمنوں نے ان کے کان نہ بھرے ہوئے ہوں اور مبادا ٹھوکر لگ جائے تمہیدی طور پر بعض دلائل بیان کر کے اپنا دعویٰ پیش کرنا چاہا۔ مگر حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ آپ کوئی اور بات نہ کریں آپ صرف یہ بتائیں۔ کہ کیا آپ نے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ آپ پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کا کلام لے کر اترتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تشریح کرنی چاہی تو آپ نے پھر روک دیا اور کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ صرف میری بات کا جواب دیں اس کی تشریح نہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں میں نے دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے کہا تو پھر میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر کہنے لگے یا رسول اللہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ میرا ایمان دلیلوں سے مشتبہ ہو جائے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ شخص جس نے انسانوں پر آج تک کبھی جھوٹ نہیں باندھا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی کوئی افترا نہیں کر سکتا۔ پس میرے لئے صداقت کی یہی دلیل کافی ہے۔ یہ وہ شخص ہے۔ جس کی امت میں سے ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ یہ وہ شخص ہے جس کے لائے ہوئے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے تم دنیا میں کھڑے ہوئے ہو۔ اور یہ وہ نمونہ ہے جسے پھر دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا گیا۔ اگر تم اپنے وجود سے سچائی کا یہ نمونہ لوگوں کو دکھا دو گے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں کچل نہیں سکتی۔

کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ اب تو حاکموں نے بھی جماعت احمدیہ کو جھوٹا کہہ دیا۔ مگر کیا پہلے حاکموں نے حضرت مسیح ناصری کو جھوٹا نہیں کہا تھا۔ اور کیا لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں کی تھی۔ پس یہ

مخالفت کوئی چیز نہیں

محض ایک عارضی چیز ہے۔ ورنہ اگر احراری میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب لوگوں کی۔ ہندو میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب ہندوؤں کی۔ اور سکھ میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب سکھوں کی۔ وہ چٹھیاں پڑھیں۔ جو مجھے آتی ہیں تو انہیں معلوم ہو کہ ان میں یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ فلاں احمدی سے ہمارا جھگڑا ہے آپ اس کا فیصلہ کرا دیں۔ ہم عدالت میں جانا نہیں چاہتے۔ اگر ہم جھوٹے اور فسادی ہیں۔ تو احراری ہندو اور سکھ ہمارے پاس اپنے جھگڑوں کو فیصلہ کرنے کے لئے کیوں لاتے ہیں کیا یہ صاف طور پر اس امر کا ثبوت نہیں کہ ان کے دل اقرار کرتے ہیں کہ ہم سچے ہیں صرف مخالفت اور عناد پھیلانے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم جھوٹے ہیں۔ ورنہ ان کے دل مانتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں کہتے بلکہ جو کچھ کہتے ہیں صحیح اور درست کہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں جس مقام صدق پر لوگ تمہیں سمجھتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ ترقی کرنے کی کوشش کرو۔ تم بھول جاؤ اس بات کو کہ احراری تمہیں کیا کہتے ہیں۔ تم بھول جاؤ اس بات کو کہ گورنمنٹ کے بعض افسر تمہارے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ تم آج سے یہ جہاد شروع کر دو کہ ہمیشہ سچ بولو اور جو کچھ واقعہ ہوا سے بیان کر دو۔ اور پیشتر اس کے کہ میں وہ سکیم بتاؤں۔ جو سلسلہ کی عظمت اور اس کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے بشرط ضرورت بیان کی جائے گی

ہر شخص اپنی زندگی پر غور کرے۔

اپنی بیوی اور بچوں کی زندگی پر غور کرے۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی زندگیوں پر غور کرے۔ اپنے دوستوں اور ہمسایوں کی زندگی پر غور کرے۔ اور اگر اسے کہیں بھی جھوٹ نظر آئے۔ خواہ اپنے اندر یا اپنے کسی رشتہ دار دوست اور ہمسائے کے اندر تو اس کا فرض ہے کہ اس گند کو چھیلے اور اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ تا کہ جس وقت اس سے قربانی کا مطالبہ کیا جائے۔ وہ خدا تعالیٰ کے سپاہیوں میں اپنا نام لکھا سکے۔ کیونکہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ خدا کا سپاہی نہیں بن سکتا۔ تم میں سے بہت ہیں۔ جو مجھے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ اگر تمہارے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے تو میں تم سے کہتا ہوں۔ تم جاؤ اور جھوٹ کو مٹا کر سچ قائم کر دو۔ اگر تم جھوٹ کو مٹا ڈالو گے تو میں سمجھوں گا کہ تمہارا جوش حقیقی تھا۔ اور اگر تم سچائی پر پوری طرح قائم رہو۔ تو پھر میں اس بات کا ضامن ہوں کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق تم ضرور جیتو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو

مصلح موعود کے متعلق الہامات

ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک مظہر الحق بھی ہے۔ یعنی وہ صداقت و راستبازی کا مظہر ہوگا۔ پس تم جب بھی جیتو گے سچائی سے جیتو گے جھوٹ سے نہیں جیت سکتے۔ خدا تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میرا نام مظہر الحق رکھا ہے۔ اور یہی سچائی کی تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی۔ تم اگر دشمن سے لڑنا چاہتے ہو تو اسی تلوار سے تمہیں لڑنا پڑے گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی۔ نہ اس تلوار سے جو خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں دی۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لوہے کی تلوار نہیں دی۔ بلکہ لوہے کی تلوار والا جسم بھی نہیں دیا ہمیشہ بیمار رہتا ہوں۔ مجھے جو تلوار دی گئی ہے وہ سچائی اور صداقت کی تلوار ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص یہ تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑنے کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ کس طرح فوج میں شامل ہو کر

روحانی جنگ کیلئے تیار

ہو سکتا ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ میری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک رؤیا دیکھا ہے ان کی اکثر خوابیں سچی نکلتی ہیں وہ کہتی ہیں جس دن حکومت کی طرف سے خطابات کی فہرست اخباروں میں شائع ہوئی۔ اس دن وہ اخبار کا وہی پرچہ پڑھ رہی تھیں۔ کہ نیند آ گئی اور خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں میرے متعلق آواز آئی کہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب ملا ہے۔

مظہر الحکیم۔ مظہر الحق والعلاء

مؤخر الذکر وہی الہام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا۔ پس میں آج

سچائی کی تلوار

تم سب میں تقسیم کرتا ہوں۔ اور پیشتر اس کے کہ تمہیں جنگ کے لئے جانا پڑے تمہارا فرض ہے۔ کہ تم اس ہتھیار سے کام لو۔ آخر

ہر جنگ کیلئے

کوئی نہ کوئی ہتھیار ہوا کرتے ہیں۔ جو لوگ نیزوں اور تلواروں سے لڑا کرتے ہیں۔ وہ فوج میں

تقسیم کیا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ گولہ بارود اور توپ، و تفنگ سے لڑتے ہیں۔ وہ گولہ بارود

نیزے اور تلواریں

اور بندوقیں اور توپیں فوج میں تقسیم کیا کرتے ہیں۔ ہم کو خدا تعالےٰ نے نہ بندوقیں دی ہیں نہ توپیں۔ بلکہ نیزے اور تلواریں بھی نہیں دیں۔ اور نہ اس قسم کی لڑائیوں کے لئے خدا تعالےٰ نے ہمیں پیدا کیا۔ ہمیں جس جنگ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ

رُوحانی جنگ

ہے۔ اور جس ہتھیار سے کام لینے کا حکم ہے۔ وہ سچائی کی تلوار ہے پس سچائی کی تلواریں میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ تم انہیں لے لو۔ کہ جس کے پاس یہ تلوار ہوگی۔ وہ کامیاب ہوگا۔ اور جس کے پاس یہ تلوار نہیں ہوگی وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ تم سچائی پر قائم ہو جاؤ جھوٹ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو۔ اور خواہ تمہاری جان جاتی ہو۔ تم وہی بات کہو جو سچی ہو۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ ہم ہمیشہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری عزتیں ہماری جانیں اور ہمارے اموال سب کچھ خدا تعالےٰ کے لئے قربان ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنی عزتیں بچانے کے لئے یا جان کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولتے اور سچائی کو چھوڑتے ہیں۔ تو ہم کہاں قربانی کرتے ہیں۔ پس تم اپنے نفوس کو ٹٹول ٹٹول کر ان میں سے جھوٹ کو نکال دو۔ پھر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے حالات پر نگاہ ڈالو۔ اور اگر تمہیں ان میں

جھوٹ کی تاریکی

نظر آئے۔ تو اسے دور کرو۔ پھر اپنے ہمسایوں پر نگاہ ڈالو۔ اور ان کو بھی اچھی طرح ٹٹول ٹٹول کر دیکھو۔ پھر اگر ان میں بھی جھوٹ نظر آتا ہے۔ تو اُسے بھی نکالنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اس طرح سچائی پر قائم ہو جاؤگے تو یہ تلوار ایسی ہے۔ جس کا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہاں عارضی مشکلات بے شک آیا کرتی ہیں۔ مگر وہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہماری جانیں آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قیمتی نہیں۔ کہ ہم یہ تو گوارا کرلیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مشکلات آئیں۔ مگر یہ برداشت نہ کر سکیں۔ کہ ہمیں بھی کوئی تکلیف پہونچے اگر ہم ایسا خیال کرتے ہیں۔ تو ہم سے زیادہ

متکبر اور خود پسند

کوئی نہیں ہو سکتا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اگر دکھ پہونچ سکتے تھے۔ تو ان کے مقابلہ میں ہماری ہستی ہی کیا ہے۔ کہ ہمیں مشکلات سے مستثنےٰ کیا جائے۔ تم اس مخلص صحابی کے اس قول پر نگاہ ڈالو جس نے کہا تھا۔ میں تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتا۔ کہ میں گھر پر آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے۔ پھر غور کرو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کی تکلیفوں کے مقابلہ میں تم بھی ان مصائب کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ تمہیں تو اس امر کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔ کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکہ معظمہ میں تکالیف برداشت کیں۔ تو ہم اپنے آقا کی یاد اور اتباع میں ایک سو تیس سال تکالیف اٹھاتے چلے جائینگے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو دُنیا میں قائم کر دیں گے۔ کیا فائدہ ہے محض زبانی دعووں کا۔ کیا فائدہ ہے باتیں بنانے اور وقت ضائع کرنے کا۔ اگر ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو دُنیا میں قائم نہیں کر دیتے۔ اور قرآن مجید کی اشاعت دُنیا کے کونے کونے میں نہیں کرتے۔ تو ہمارے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں۔ اور ہم سے زیادہ قابلِ نفرت اور کوئی وجود نہیں۔

پس سچائی پر قائم رہو۔ اللہ تعالےٰ پر توکل کرو۔ اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔ دعاؤں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے مجھ پر

ایک نیا انکشاف

کیا ہے۔ جو میرے پہلے عقیدہ کے کسی قدر خلاف ہے۔ مگر آج چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو اسے اگلے جمعہ یا کسی اور خطبہ جمعہ میں انشاء اللہ بیان کرونگا۔ فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے تم اپنے نفسوں کو بدلنا شروع کر دو۔ اور صدق و راستی کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لو۔ پھر دُنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

قابلِ توجہ حکّامِ نوشہرہ ضلع پشاور

احرارِ پشاور کے مفسدانہ پروپاگنڈے کے بدنتائج کا ظہور جو حال ہی میں قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پراونشل پریذیڈنٹ پشاور پر قاتلانہ حملہ کی شکل میں رونما ہوا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس واقعہ سے دیگر مقامات کے احرار میں بھی جرأت پیدا ہو رہی ہے چنانچہ اس قسم کا پروپاگنڈا اب نوشہرہ چھاؤنی اور اس کے نواحی علاقہ میں بھی شروع ہو چکا ہے سُنا گیا ہے کہ عید میلاد کے موقعہ پر ۱۴/۱۳ جون ۱۹۳۵ء کو بعض مولویوں کو بلا کر ان کی تقریریں کرائی گئیں۔ جن میں نہ صرف بانئے سلسلہ احمدیہ کی ذات ستودہ صفات پر دل آزار حملے کئے اور اس طرح احمدیوں کے احساسات کو مجروح کیا۔ بلکہ عامۃ الناس کو علم الدین۔ محمد صدیق اور عبد القیوم وغیرہ کی مثالیں پیش کر کے کھلم کھلا نقضِ امن کی تلقین کی گئی۔ اور ان کے جذبات کو جماعت احمدیہ کے خلاف بے حد مشتعل کیا گیا۔ احمدی جماعت صورتِ حالات کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ حکام حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے قیامِ امن کے لئے مناسب تدابیر اختیار کریں۔ تاکہ پشاور جیسے واقعہ کا اعادہ کسی اور مقام پر نہ ہونے پائے۔ (نامہ نگار از نوشہرہ)

احتیاط

آج کل قادیان میں گھروں میں بجلی کی تاریں لگ رہی ہیں۔ یہ تاریں بعض دفعہ خوفناک ہوتی ہیں۔ ان کے چھونے سے حادثات ہو جاتے ہیں۔ ایسے حادثات سے بچنے کے واسطے ایک معزز دوست نے مجھے چند احتیاطیں لکھی ہیں۔ جو فائدہ عام کے واسطے شائع کی جاتی ہیں

۱۔ بجلی کا تار ایسا لگوانا چاہئے جو (lead covered) لیڈ کے اندر بند ہوتا ہے۔ اس سے خطرہ نہیں

۲۔ سُوئچ ایسا لگایا جائے۔ جو شاک پروف ہو۔ ایسی سُوئچ دھات کی نہیں بلکہ مصالح کی بنی ہوتی ہے

۳۔ پلگ ہمیشہ اوپر لگانا چاہئے۔ جہاں بچوں کا ہاتھ نہ پہونچ سکے۔ ورنہ بعض دفعہ بچے اس میں بطور کھیل انگلیاں ڈال دیتے ہیں۔ (طالبِ دعا۔ بیمار محمد صادق عفا اللہ عنہ)

خریدارانِ الفضل کو ضروری اطلاع

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ جن خریدارانِ الفضل کا چندہ ۵ ار جون لغایت ۱۵ر جولائی ۱۹۳۵ء کسی تاریخ ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام جولائی کے پہلے ہفتہ میں وی۔ پی کئے جائیں گے۔ جو خریدار وی۔ پی کے زائد خرچ سے بچنے کے لئے قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا چاہیں۔ وہ اس امر کا خیال رکھیں۔ کہ منی آرڈر ۴ر جولائی کو یہاں پہونچ جائے۔ ورنہ پانچ جولائی کو وی۔ پی ڈاک خانہ میں دیدیئے جائیں گے۔ اور جن خریداروں کی قیمت بذریعہ منی آرڈر اس تاریخ کے بعد وصول ہوگی۔ انہیں یہ شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔ کہ ان کے نام وی۔ پی کیوں بھیجا گیا۔ انہیں ۴ر جولائی تک قیمت یا کم از کم اطلاع ضرور پہونچا دینی چاہئے۔ کہ فلاں تاریخ کو قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیج دینگے۔

اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیا جائے۔ کہ جن اصحاب کے وی۔ پی واپس آئیں گے۔ ان کا اخبار اس وقت تک بند رہے گا۔ جب تک وہ قیمت نہیں بھجوائیں گے۔ (مینجر)

چار نئی قابل مطالعہ کتابیں

(۱- احمدیت یعنی حقیقی اسلام (اردو)

یہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ معرکۃ الآراء اور حقائق سے لبریز تصنیف ہے۔ جو حضور نے کانفرنس مذاہب ویمبلے (لنڈن) کے موقعہ پر لکھی۔ اور اس کا خلاصہ وہاں سنایا گیا۔ جسے ہر فرقہ اور مذہب کے علماء نے پسند کیا۔ اور دل کھول کر اس کی تعریف کی۔

یہ انمول اور گراں بہا تصنیف عرصہ سے ختم تھی۔ جسے اب بصرف زر کثیر دوبارہ چھپوایا گیا ہے باوجود لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ اعلیٰ ہونے کے قیمت پہلے سے بھی نصف کر دی گئی ہے یعنی پہلے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ تھی۔ مگر اب بارہ آنے کر دی ہے۔ امید ہے کہ احباب کرام اس رعایت سے ضرور بالضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

(۲- ابنائے فارس انگریزی)

یہ انگریزی رسالہ صوفی عبد القدیر صاحب نے مرتب کیا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے۔ اس میں بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے خاندانی حالات مغل امپائر۔ اور برٹش حکومت سے تعلقات وغیرہ کا مفصل تذکرہ ہے اور ساتھ ہی گورنمنٹ آفیسران کی ایسی چٹھیاں بھی ہیں۔ جو اس خاندان کی نیک نامی اور وفاداری کا بین ثبوت ہیں۔

چونکہ آج کل معاندین سلسلہ انگریز آفیسروں کو ہمارے خلاف غلط فہمیوں میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو چاہئیے کہ وہ اس رسالہ کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں نسخے منگوا کر اپنے ہاں کے انگریز آفیسروں کو دیں اور انہیں پڑھوائیں۔ قیمت فی نسخہ ۵ر ہے۔

(۳- حدیث انگریزی)

یہ مکرمی مولانا درد صاحب کی محققانہ تصنیف ہے۔ جسے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اس میں حدیث کا مرتبہ اس کی جمع و ترتیب۔ اس کے فوائد اور خوبیوں کو نہایت لطیف رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ہر ایک شخص جو علمی مذاق رکھتا ہے۔ اس کتاب کو منگوائے گا اور پڑھے گا۔ قیمت فی صرف ۶ر

(۴- اسلام اور غلامی انگریزی)

یہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی نہایت لطیف اور عالمانہ تصنیف ہے۔ جس میں مسئلہ غلامی پر سیر کن بحث فرماتے ہوئے اسلام کے وہ احسان گنائے ہیں۔ جو اس نے غلاموں پر کئے۔ اور انہیں صاحب تاج و تخت بنا دیا۔

احباب جماعت کو چاہئیے کہ مسلم اور غیر مسلم اصحاب میں اس رسالہ کی خاطر خواہ اشاعت کریں۔ تاکہ وہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔ جو مخالفین اسلام نے اس مسئلہ کو غلط طریق پر بیان کر کے عوام کے دلوں میں پیدا کر رکھی ہیں۔ قیمت فی نسخہ ۵ر

نوٹ } سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہر قسم کی کتابیں ہمارے ہاں موجود ہیں۔ فہرست کتب مفت ارسال کی جاتی ہے۔

ملک فضل حسین مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پنجاب

محافظ جنین

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے پیچش۔ درد پسلی یا نمونیا ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھاتے خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا یعنی کے اس اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا۔ اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا (رجسٹرڈ) کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔

اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست مضبوط اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ہے۔ یکجا منگوانے پر للعہ علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

خطبات محمود

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ان پر معارف خطبات کا مجموعہ جو حضور نے جون ۱۹۱۴ء سے اخیر دسمبر ۱۹۱۴ء تک بیان فرمائے۔ قیمت دس آنے فی جلد سیر محصولڈاک۔

ایک کاپی کے خریدار ایک آنہ والی دس ٹکٹیں لفافہ میں بھیج دیں۔ وی۔ پی نہ کیا جائے گا۔

نیز ہماری معرفت ہر قسم کی لکھائی چھپائی کا کام نہایت عمدہ اور بارعایت ہوتا ہے:۔

محمد شفیع احمدی مالک نور اینڈ کمپنی کٹڑہ جھنڈا سنگھ امرتسر

تخفیف

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے بموجب کہ دوائیوں کی قیمت کم ہونی چاہیے ہم نے عرق نور کی قیمت عہ فی شیشی یا پیکٹ کی بجائے عہ کر دی ہے۔

تاکہ ضرورت مند احباب آسانی سے فائدہ اٹھا سکیں اگر آپ کو یا آپ کے عزیزوں کو بڑھی ہوئی تلی ضعف جگر یا معدہ یرقان۔ کمی بھوک۔ کمزوری مثانہ۔ دائمی قبض۔ پرانا بخار یا کھانسی جیسے امراض سے تکلیف ہے۔ تو عرق نور مجرب المجرب ثابت ہوگا۔

موسمی بخار کے ایام میں اس کا استعمال بخار کو روکتا ہے۔ مصفی خون ہونے کے علاوہ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔

عورتوں کی پوشیدہ امراض کے لئے اکسیر اعظم ہے بانجھ پن۔ اٹھرا کے لئے لاجواب دوا ہے۔ ماہواری خرابی قلت خون اور درد کو دور کر کے بچہ دانی کو قابل تولید بناتا ہے فہرست مفت طلب کریں۔

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان

اڑھائی سو (۲۵۰) روپیہ سرمایہ لگا کر پچاس (۵۰) روپیہ ماہوار منافعہ حاصل کیجئے

آہنی خراس (بیل چکی)

ہمارے آہنی خراس چھوٹے پیمانے پر آٹے کی پسائی کا بہترین ذریعہ ہیں ہر قسم کے غلہ جات کے علاوہ ان میں لہوری نمک بھی پیسا جاتا ہے۔ اس چکی سے اناج کے اصلی جوہر نشوونما ضائع نہیں ہوتے۔ آٹا ڈیڑھ من دانہ پانچ مکی فی گھنٹہ تیار ہوتا ہے۔ اعلیٰ میٹیریل اور بہترین نگرانی میں تیار ہو کر اطراف ملک سے بکثرت طلب ہو رہے ہیں۔ اڑھائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر کم از کم پچاس روپے ماہوار منافعہ حاصل کیجئے۔

شہرہ آفاق آہنی رہٹ

آبپاشی کا بہترین اور کم خرچ طریقہ پرانے اور دقیانوسی سامانوں کی بجائے ہمارے ترقی یافتہ رہٹ کیوں نہیں لگا لیتے۔ اعلیٰ میٹیریل اور بہترین نگرانی میں تیار کئے جاتے ہیں۔ پائیداری اور بافراط پانی دینے میں بےنظیر ثابت ہو چکے ہیں۔ ان کی اوسط پیداوار نمایاں طور پر بڑھ جائیگی۔ روزمرہ کی مرمت اور بگڑنے کے خطروں سے آپ ہمیشہ کے لئے بےفکر ہو جائینگے۔ ماہران زراعت ان رہٹوں کی پر زور سفارش کرتے ہیں پرانی قسم کے چوبی رہٹوں کے تمام نقص اور خرابیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کر کے آپ یقیناً خوش ہونگے۔ علاوہ ازیں فلور ملز بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چاف کٹرز۔ بادام روغن سیویاں قیمے اور چاولوں کی مشینیں اور زراعتی آلات و دیگر مشینری منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے

اصلی اور اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ:۔

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ۔ پنجاب

ویدارتھ پرکاش عرف ویدک تہذیب:۔

مصنفہ پنڈت آتمانند صاحب بانی ست دھرم ویدک تہذیب کی ننگی تصویر جس کا ایک ایک حوالہ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے بھی ملنا مشکل تھا۔ آریہ سماج اور ویدوں کی تردید میں ایسی لاجواب تصنیف کبھی نہیں چھپی۔ ناپسند آنے پر قیمت واپس۔ اسے پڑھ کر ایک بچہ بھی بڑے سے بڑے آریہ سماجی مناظر کا ناطقہ بند کر سکتا ہے۔ قیمت عہ

پتہ:۔ ست دھرم پرچارک منڈل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب

رعایت
حیرت انگیز
محض دوستوں کے تقاضہ پر پھر
جو لوگ اپنے خطوط ۲۷/ ۲۸/ ۲۹/ ۳۰/ جون و یکم جولائی ۳۵ء کو ڈاکخانہ میں ڈالینگے انہیں ایکروپیہ کی چیز آٹھ آنہ پر ملیگی
دوستوں کے بےحد تقاضہ پر یہ مقبول عام اور شہرۂ آفاق ادویہ جن کی فہرست نیچے درج ہے - ۲۷/ - ۲۸/ - ۲۹/ - ۳۰/ جون اور یکم جولائی کو نصف قیمت پر ملیں گی
لہٰذا آپ صاحبان کو اس سنہری موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے - ورنہ بعد میں کف افسوس ملنے پڑیں گے، کیونکہ پھر کوئی رعایت نہیں دی جائے گی۔
موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے
ضعف بصر - گکرے - جلن - جالا - پھولا - خارش چشم - پانی بہنا - دھند غبار - پڑبال - ناخونہ - گوہانجنی - رتوند - ابتدائی موتیا بند - غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے - جو لوگ بچپن اور جوانی میں اسکا استعمال رکھیں گے - وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے - قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے - نصف قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ - محصول ڈاک علاوہ -
حضرت مسیح موعود کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہٰذا آپکو بھی یہی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے
حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت ہی مفید پایا گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی - ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا - مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا -
اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے
جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم
اکسیر اکبر
اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا
اکسیر بواسیر
موتی دانت پوڈر
تریاق اعظم
رفیق زندگی
اکسیر معدہ
قبض کشا گولیاں
افیون چھڑاؤ گولیاں
مچھر پروف
ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۲؍ جون۔ لارڈ ہیڈلے جو ۱۹۱۳ء میں مسلمان ہوئے تھے۔ آج لنڈن کے ایک تیمار خانہ میں فوت ہو گئے۔ ان کا حال ہی میں اپریشن کیا گیا تھا۔

پشاور ۲۲؍ جون۔ بروز جمعہ ۲ بجے دوپہر پشاور شہر میں خوفناک آتشزدگی ہوئی۔ نصف میل تک کی ہر ایک چیز جل کر راکھ ہو گئی۔ کوئی جان ضائع نہیں ہوئی۔ مالی نقصان کا اندازہ ۲۰ لاکھ کیا جاتا ہے گورنر صوبہ سرحد نتھیا گلی سے موقع پر بذات خود پہونچ گئے۔ باوجود انتہائی جدوجہد کے آگ پر ۱۷ گھنٹے سے قبل قابو نہ پایا جا سکا۔

شملہ ۲۰؍ جون۔ قونصل جنرل افغانستان کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے ۱۲۰۰ افغانوں کے کوئٹہ سے اخراج کے متعلق انتظام کر کے انہیں قندھار کے راستے کابل بھیجدیا ہے وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ زلزلہ کوئٹہ میں ایک ہزار افغان ہلاک ہوئے اور تین چار سو کے قریب ابھی تک کراچی کے ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔

بمبئی ۱۲؍ جون۔ فری پریس جرنل نے زلزلہ کوئٹہ کے متعلقہ دو مضامین شائع کئے تھے۔ چونکہ ان مضامین کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں ایسا مواد موجود ہے جس سے حکومت کے خلاف نفرت وحقارت اور بداعتمادی کے جذبات پیدا ہوں۔ اس لئے حکومت بمبئی نے جرنل مذکور کی جمع کردہ ضمانت جو بیس ہزار روپیہ پر مشتمل تھی ضبط کر لی ہے۔

شیخوپورہ ۔ ۲۱؍ جون۔ بدھ کی شب کو دو بجے دریائے چناب کی نہر کا بند ٹوٹ جانے کے باعث تمام علاقے میں سیلاب آگیا۔ اور تمام کھڑی فصلیں پانی میں غرق ہو گئیں۔ بعض مکانات کو بھی نقصان پہونچا ہے۔ ایک درجن سے زائد دیہات بھی تباہ ہو گئے۔ جن میں سے چک ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کھیتوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ نیشکر اور کپاس کی فصلیں تو بالکل تباہ ہو گئی ہیں۔ فصلوں کی تباہی کے باعث زمینداروں کے سینکڑوں گھرانے تباہ ہو گئے۔ اور ہزاروں روپے کی جائیداد بھی برباد ہو گئی۔ بند ٹوٹنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ وہاں پر پونی کا ذخیرہ موجود تھا تین آدمی جن میں نہر کا چوکیدار بھی شامل ہے۔ غائب ہیں۔

امرتسر ۲۲؍ جون۔ گذشتہ شب کٹڑہ دلو میں ہندوؤں اور مسلمان لڑکیوں میں لڑائی ہوئی۔ جس کی وجہ سے شہر کے اس رقبہ میں خوف وہراس پھیل گیا۔ اور فرقہ وارانہ فساد کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے کئی دکانداروں نے اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ لیکن یہ معلوم ہونے پر کہ لڑائی بعض شریروں میں ہوئی ہے۔ لوگوں کی بے چینی جاتی رہی۔ اور پولیس نے فوراً اس رقبہ میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں۔

نئی دہلی ۲۲؍ جون۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کی میٹنگ میں انڈیا بل کی دفعہ ۲۹۹ پر شدید اندیشہ کا اظہار کیا گیا۔ اور گورنمنٹ ہند سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ پر زور دے کہ ہاؤس آف لارڈز میں یہ کلاز تبدیل کر دے۔ نیز فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس سلسلہ میں ایک ڈیپوٹیشن وائسرائے ہند سے ملاقات کرے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر جناح اور ہز ہائینس آغا خان لنڈن میں اس کلاز کی تبدیلی کے لئے زور لگائینگے۔

نیوزی لینڈ ۲۲؍ جون۔ ہاکی ٹیسٹ میچ میں ہندوستان کی ٹیم نے نیوزی لینڈ کی ٹیم کو چار اور دو گولوں کی نسبت سے شکست دے دی۔

بمبئی ۲۲؍ جون۔ گورنر آسام آج کورن جہاز کے ذریعہ لنڈن روانہ ہو گئے

میسور ۲۱؍ جون۔ آج میسور سٹیٹ اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا۔ کہ گورنمنٹ کا خیال ہے۔ ہوتالی تعلقہ میں سونا پایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ سونے کی موجودگی کے متعلق کوئی قطعی یقین نہیں اس لئے گورنمنٹ سونا نکالنے کے کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہتی۔

کراچی ۲۲؍ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض محکموں کے افسرانِ اعلےٰ نے اپنے محکمجات کے ملازموں کو جو زلزلہ کے وقت کوئٹہ میں تھے۔ چھ ماہ کی تنخواہ پیشگی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ تا کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ نقصان کی تلافی کا سوال بھی زیر غور ہے۔

دہلی ۲۲؍ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب دیواس کے مندر سے ۲۹ ہزار روپیہ کی سونے کی مورتی چوری ہو گئی ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

پیرس ۲۱؍ جون۔ کابینہ فرانس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک کی انتظامی اور محکمائی ملازمتوں کے اخراجات میں بیس فیصدی تخفیف کر دی جائے۔ اس کے بعد ایک اور زبردست تخفیف کی جائے گی۔ اور وہ یہ کہ حکومت کی طرف سے انشورنس سسٹم میں ۴۲۰ ملین فرانک جو چندہ دیا جاتا ہے اسے گھٹا کر ۲۲۰ ملین کر دیا جائے گا۔ اس تخفیف کی وجہ یہ ہے۔ کہ گذشتہ پانچ سال میں بہت سی گراں رقوم دیگر امور پر خرچ ہو گئی ہیں

شملہ ۲۱ جون۔ آئندہ ماہ شکر کی کمیٹی اور زراعتی تحقیقات کی امپیریل کونسل کے اجلاس ہونے والے ہیں۔ جن میں متعدد زراعتی پیداواروں کی ترقی کی سکیموں کے متعلق فیصلے کئے جائیں گے۔

بمبئی ۲۰ جون۔ گاندھی جی "ہریجن" کی تازہ اشاعت میں قماربازی کی خرابیوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ بمبئی میں یہ مرض کافی ترقی پذیر ہے۔ اور اس کا دیہات میں سرائت کرنا قومی نقطہ نگاہ سے حد درجہ نقصان دہ ہے۔

دارجیلنگ ۲۱ جون۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت بنگال نے حال ہی میں کلکتہ یونیورسٹی کے نصاب میٹرکولیشن سے متعلق جدید قواعد وضوابط منظور کر لئے ہیں۔ ان قواعد وضوابط کے ذریعہ میٹرکولیشن کے طلباء کی قابلیت میں عام طور پر اضافہ ہو جائے گا۔ اور چونکہ ان کے رو سے دیسی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیدیا گیا ہے۔ اس لئے اس قسم کے کافی تحفظات کر لئے گئے ہیں کہ دیسی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے سے انگریزی تعلیم کو کسی قسم کا ضعف نہ پہنچے۔ قواعد وضوابط کے نفاذ کی تاریخ کے متعلق یونیورسٹی حکومت کی منظوری سے فیصلہ کرے گی۔

کراچی ۲۱۔ موضع کھوکھر میں ایک بینہ ڈاکو کی گرفتاری پر پولیس کو حیرت انگیز معاملات کا علم ہوا۔ پولیس نے موقع پا کر ایک بندوق۔ پانچ ہزار روپیہ نقد۔ کچھ زیورات کارتوسوں کی ایک بہت بڑی تعداد اور بے شمار جعلی سکے اس سے برآمد کئے۔ ڈاکو نے ہر بات پولیس کے روبرو بیان کر دی۔ جس کی بناء پر پولیس

پشاور میں ہولناک آتشزدگی

(الفضل کے نامہ نگار کے قلم سے)

پشاور۔ ۲۲؍ جون۔ کل ۲½ بجے چوک ناصر خاں میں آگ لگ گئی۔ آگ کیا تھی خدا کا قہر اور غضب تھا۔ چوک ناصر خاں سے شروع ہو کر منڈی بیری تک۔ ڈوما گلی تک اور سردار غلام حسین کے مکان کے عقب تک سوری محلہ تک اور رام گنج کے محلہ تک سب علاقہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا ہے۔ لاکھوں روپیہ کا مال اور جائدادیں تباہ ہو گئیں۔ رات کے تین بجے تک آگ لگی رہی۔ آتشزدہ رقبہ سے دور دور تک سفر مینا پلٹن نے آکر ڈائنامیٹ سے مکان گرا دیئے۔ تب جا کر آگ پر قابو پایا گیا۔ تمام منڈیاں جن میں لکڑی کے گودام بھی تھے جل کر خاک سیاہ ہو گئی ہیں۔ لوگ ایسے بدحواس تھے۔ کہ انہیں کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ صبح کے وقت تمام فوج اور ایڈیشنل پولیس اور ملیشیا نے راستوں کی ناکہ بندی کی ہوئی ہے۔ آتشزدہ رقبہ کی طرف کسی کو جانے نہیں دیتے۔ جہاں سے آگ شروع ہوئی وہ احمدیت کے مخالفین کا گڑھ تھا۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے۔ (نامہ نگار)

رعبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی